ڈاکٹر حافظ حسین ازہر[1]
محمد شعیب خان[2]

خبر واحد کی حجیت: محدثین اور فقہاء کا نقطہ نظر

Abstract

The Authority of Solitary Report (Khabar al-Wāḥid): In the Opinion of Muḥaddithīn and Fuqahā'

Whether it is Qur'ān or the Sunnah of the Prophet, both are transmitted through narrative method. The term Khabar al-Wāḥid refers to that specific narration which is either transmitted by one, two or three individuals. It is proven from the Qur'ān as well as from the Sunnah of the Prophet itself that if any statement, action or silent assertion has reached an individual through khabar al-Waḥid, it is binding for him to respond accordingly, provided if it is authentic.

However, there are five conditions to affirm the reliability of any narration, all of which must be considered simultaneously: 'Adālah (credibility of the narrators), Ḍabṭ (soundness of memory and written accuracy), Ittiṣāl al-Sanad (continuity of the chain of narrators), Ghayr Shadh (conformity) and absence of 'Illah (hidden defect). Majority of the Fuqahā have also accepted these conditions to be a benchmark for the reliability of a report.

1 اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سماجی علوم، یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ انیمل سائنسز لاہور (پاکستان)
2 ریسرچ سکالر، مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور، پاکستان

لغوی تعریف

لفظ واحد کا مادہ 'و۔ح۔د' ہے۔ اہل لغت کے نزدیک واحد اور آحاد کا معنیٰ ایک ہی ہے۔ لفظ 'آحاد'، 'احد' کی جمع ہے۔ یہ لفظ دو ہمزوں کے ساتھ 'ااحاد' تھا پھر ہمزہ کو لفظ آدم کی طرح الف میں تبدیل کر دیا گیا۔ لفظ 'آحاد' اور 'واحد' ایک ہی معنیٰ میں مستعمل ہیں اور لغت میں ان سے مراد ایسی شے ہے جس کا کوئی جزء نہ ہو لیکن یہ عمومی طور پر موجود شے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔[1] ان دونوں الفاظ کے معنی ایک، اکیلا، یکتا اور تنہا ہیں۔ لفظ 'احد' گنتی کا پہلا عدد بھی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ واحد، اثنان: یعنی ایک، دو وغیرہ۔[2]

اصطلاحی تعریف

خبر واحد کی اصطلاحی تعریف میں علمائے اصول کے مابین اختلاف ہے اور اس اختلاف کی بنیادی وجہ سنت کی قسموں میں اختلاف ہے۔ جمہور کے ہاں خبر کی دو اقسام ہیں: خبر متواتر اور خبر واحد، جبکہ احناف حدیث کو تین بنیادی اقسام: متواتر، مشہور اور واحد میں تقسیم کرتے ہیں۔

جمہور کے ہاں خبر واحد کی تعریف

شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (476ھ) خبر واحد کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

"اعلم أن خبر الواحد ما انحط عن حدّ التواتر."[3]

"خبر واحد وہ خبر ہے جو متواتر کی شرط پوری نہ کر سکے۔"

ابو الحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 450ھ) رقم طراز ہیں:

"وأما أخبار الآحاد فهو ما أخبر الواحد العدد القليل الذى يجوز على مثله تواطؤه على الكذب أو الاتفاق في السهو والغلط."[4]

"خبر واحد وہ خبر ہے جو اتنی قلیل تعداد سے مروی ہو کہ جن کا مخفی طور پر جھوٹ، غلطی یا بھول پر اتفاق کر لینے کا گمان جائز ہو۔"

---

1 الأصفهاني، أبو القاسم الحسين بن محمد، المفردات في غريب القرآن: ص514، دار القلم، الدار الشامية، بيروت، الطبعة الأولى، 1412ھ

2 ابن منظور، الأفريقي، محمد بن مكرم، لسان العرب: 3/ 70، دار صادر بيروت، الطبعة الثالثة، 1414ھ

3 الشيرازي، أبو إسحاق إبراهيم بن علي، اللمع في أصول الفقه: ص72، دار الكتب العلمية، الطبعة الثانية، 2003م

4 الماوردي، أبو الحسن علي بن محمد، الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي: 16/ 86، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1999م

محمد بن ادریس قرافی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 784ھ) لکھتے ہیں:

"خبر العدد الواحد أو العدول المفید للظن."[1]

"ایک یا ایک سے زیادہ عادل راویوں کی ایسی خبر جس سے علم ظنی حاصل ہو۔"

ابو الولید باجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 474ھ) خبر واحد سے متعلق فرماتے ہیں:

"ما لم یقع العلم المخبره ضرورة من جهة الإخبار به وإن کان الناقلون له جماعة."[2]

"ہر وہ چیز جس سے علم ضروری حاصل نہ ہو چاہے اس کے راوی، جماعت کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو خبر واحد ہے۔"

ان تعریفوں کی روشنی میں یہ بات عیاں ہے کہ جمہور کے ہاں ہر وہ خبر جو متواتر نہیں، خبر واحد ہے۔ اور مشہور، مستفیض وغیرہ خبر واحد کی اقسام ہیں۔

احناف کے ہاں خبر واحد کی تعریف

خبر واحد کی تعریف کو فخر الاسلام بزدوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 482ھ) نے اس طرح بیان کیا ہے:

"هو کل خبر یرویه الواحد أو اثنان فصاعداً لا عبرة للعدد فیه بعد أن یکون دون المشهور والمتواتر."[3]

"ہر وہ خبر جس کو ایک، دو یا اس سے زیادہ راوی روایت کریں اور اس میں راویوں کی کوئی تعداد معتبر نہیں، مگر یہ کہ وہ خبر مشہور اور متواتر کے درجہ تک نہ پہنچے۔"

گویا احناف کے نزدیک خبر واحد وہ ہے جس کو ایک راوی دوسرے ایک راوی سے نقل کرے۔ ایک راوی جماعت سے روایت کرے یا راویوں کی ایک جماعت ایک راوی سے روایت کرے۔ ان کے نزدیک راویوں کی تعداد کا اعتبار نہیں جب تک حدیث مشہور یا متواتر کی حد تک نہ پہنچے۔[4]

[1] القرافي، شهاب الدین أحمد بن إدریس، شرح تنقیح الفصول في إختصار المحصول في الأصول: ص356، شرکة الطباعة الفنیة المتحدة، الطبعة الأولی، 1973م

[2] الباجي، أبي الولید سلیمان بن خلف، إحکام الفصول في أحکام الأصول: ص235، مؤسسة الرسالة، بیروت، الطبعة الأولی، 1989م

[3] البزدوي، أبو الحسن علي بن محمد، أصول البزدوي: ص152، نور محمد کارخانه تجارت کتب، کراچی

[4] السمرقندي، علاء الدین شمس النظر أبي بکر بن محمد أحمد، میزان الأصول في نتائج المعقول: ص431، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامیة، قطر، الطبعة الثانیة، 1418ھ

حجیت خبر واحد

خبر واحد کی تعریفات کے ذکر کے بعد اب ہم خبر واحد کی حجیت کو زیر بحث لائیں گے۔اور قرآن، حدیث اور عمل صحابہ کی روشنی میں خبر واحد کی حجیت کو پیش کریں گے۔

قرآن میں خبر واحد

① حضرت یعقوب علیہ السلام نے خبر واحد پر اعتماد کیا، فرمانِ باری ہے:

﴿فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا﴾[1]

"جب خوشخبری دینے والے نے پہنچ کر ان کے منہ پر کرتہ ڈالا اسی وقت وہ پھر بینا ہو گئے۔کہا! کیا میں تم سے نہ کہا کرتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"

یہ اس دور کا واقعہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ بھائیوں کا تعارف ہو گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا کرتہ انہیں دیا کہ یہ جا کر میرے والد کے چہرے پر ڈالو وہ بینا ہو جائیں گا۔ چنانچہ انہوں نے ایک آدمی کو وہ کرتہ دے کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس بھیجا اور اس نے جا کر وہ کرتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالا تو وہ بینا ہو گیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ تو یہاں حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک آدمی کی خبر پر اعتماد کیا ہے۔پس معلوم ہوا کہ خبر واحد حجت اور قابل عمل ہے۔

② اہل کتاب کے علما کو خبر واحد بیان کرنے کا حکم تھا، ارشاد باری ہے:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ﴾[2] "اور اللہ تعالیٰ نے جب اہل کتاب سے عہد لیا کہ تم اسے سب لوگوں سے ضرور بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں، تو پھر بھی ان لوگوں نے اس عہد کو اپنی پیٹھ پیچھے ڈال دیا اور اسے بہت کم قیمت پر بیچ ڈالا۔ ان کا یہ بیوپار بہت برا ہے۔"

ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف نور الانوار میں حجیت خبر واحد پر یہ آیت نقل کر کے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں اپنی کتاب کی تبیین و تبلیغ اور وعظ و نصیحت ہر اس شخص پر لازم قرار دی ہے کہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے، خواہ فرد واحد ہو یا جماعت۔ اور پھر فرمایا کہ اس تبلیغ کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس پر عمل کریں اور فرمایا کہ

[1] سورۃ یوسف:12: 96

[2] سورۃ آل عمران:3: 187

اس سے ثابت ہوا کہ خبر واحد حجت ہے۔[1]

③ رسول اللہ ﷺ کا اُمت کو خبر واحد سیکھنے سکھانے اور اس پر عمل کرنے کا حکم، جیسا ارشاد خداوندی ہے:

﴿ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴾[2]

"سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تا کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور تا کہ یہ لوگ اپنی قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس آئیں، ڈرائیں تا کہ وہ ڈر جائیں۔"

(ليتفقهوا، ولينذروا، رجعوا) تینوں کی ضمیر "طائفة" کی طرف لوٹتی ہے اور "إليهم، لعلّهم" کی ضمیر "فرقة" کی طرف لوٹتی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نے طائفہ پر انذار واجب کیا ہے اور طائفہ ایک دو اور زیادہ کو بھی شامل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرقہ پر اس طائفہ کی بات ماننا اور اس پر عمل کرنا واجب کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خبر واحد بھی حجت ہے اور موجب للعمل ہے کیونکہ یہ دعوت دینا جس طرح پوری جماعت پر فرض ہے، اسی طرح ایک پر بھی فرض ہے۔ یہ مقصد نہیں کہ پوری جماعت ہو تب تو وہ دعوت دیں اور اگر ایک فرد ہو تو وہ دعوت نہ دے، بلکہ یہ دعوت کا فریضہ جماعت کے ایک ایک فرد پر عائد ہوتا ہے اور وہ دعوت عام ہے خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی۔ اور قوم پر ہر اس فرد کی دعوت قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفیٰ 490ھ) فرماتے ہیں:

"طائفہ کا لفظ چونکہ ایک پر بھی بولا جاسکتا ہے۔ لہٰذا اس آیت کی رو سے ایک شخص کو بھی حکم دیا جارہا ہے کہ وہ دوسری جگہ جا کر دین سیکھے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈرائے اور ڈرانے کا فائدہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اسکی بات حجت ہو۔ علاوہ ازیں اس آیت کے آخر میں ﴿لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ کا لفظ ہے جو دلالت کرتا ہے اگرچہ ڈرانے والا ایک ہی کیوں نہ ہو تب بھی اسکی بات کو مان کر ڈرنا ضروری ہے۔"[3]

یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دور دراز علاقوں میں بھیجا اور انہیں بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ صحابہ ان علاقوں میں جا کر وہاں کے لوگوں کو دین سکھائیں اور آپ ﷺ کے فرامین سے

---

[1] ملا جيون، أحمد بن سعيد، نور الأنوار: ص 240، مركز الإمام البخاري للتراث والتحقيق الجامعة الإسلامية، صادق آباد، الطبعة الأولى، 1998م

[2] سورة التوبة:9 :122

[3] السرخسي، أبو بكر محمد بن أحمد بن أبي سهل، أصول السرخسي:1/ 335، دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت، الطبعة الأولى، 1973م

آگاہ کریں تاکہ وہ ان پر عمل کریں مثلاً علی رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا،[1] اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بھی یمن بھیجا[2] حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ہجرت سے پہلے مدینہ بھیجا۔[3] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو اکیلے اکیلے بھیجا تو اس سے پتہ چلا کہ خبر واحد حجت تھی کیونکہ اگر خبر واحد حجت نہ ہوتی اور اس پر عمل کرنا ضروری نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو فرداً فرداً نہ بھیجتے بلکہ ایک جماعت کی صورت میں بھیجتے۔

سنت میں خبر واحد سے استدلال

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہر صحابی کو دوسروں تک دعوت پہنچانے کا حکم دیا:

« فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ »[4]

"ہر موجود غائب تک پہنچا دے۔ بسا اوقات پہنچایا ہوا سامع کی بنسبت زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔"

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر خطبہ یوم النحر میں یہ مذکورہ ارشاد فرمایا تھا کہ جو بھی اس مجمع میں موجود ہے وہ ان تک یہ فریضہ پہنچا دے جو موجود نہیں ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ خبر واحد حجت ہے کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تم سارے مل کر ہی دعوت دو گے تب دعوت قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔ اور یہ بھی نہیں فرمایا تھا کہ تین چار مل کر دعوت دو، بلکہ ہر موجود کو فرمایا ہے کہ دوسرے تک پہنچا دے۔ پس ثابت ہوا کہ خبر واحد حجت ہے۔ اگر یہ حجت نہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اہم فریضہ ہر ایک کے سپرد نہ کرتے۔

② ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر (شاہ روم) کو خط لکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کی دعوت دی اور دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو وہ خط دے کر اس کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ یہ نامہ حاکم بصریٰ کے پاس پہنچائے تاکہ وہ اس خط کو قیصر تک پہنچائے۔ پس اس میں یہ لکھا ہوا تھا:

«بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ ، إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ ، سَلاَمٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الهُدَى ، أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الإِسْلاَمِ ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الأَرِيسِيِّينَ وَ» ﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْاْ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَ

---

[1] البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب وخالد بن وليد إلى اليمن قبل حجة الوداع: 4349، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الثانية، 1999م

[2] صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب بعث أبي موسى و معاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع: 4341

[3] صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب سبع اسم ربك الأعلى:4941

[4] صحيح البخاري، كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى:1741

لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۞ [1]

"اللہ ہی کے نام سے شروع جو بہت بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے، روم کے بڑے ہرقل کے نام! اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کی اتباع کی۔ اس کے بعد تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں کہ مسلمان ہو جاؤ بچ جاؤ گے۔ اگر تو مسلمان ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے دہرا اجر عطا فرمائے گا اور اگر تو روگردانی کرے گا تو رعیت کا گناہ تجھ پر ہو گا۔ اے اہل کتاب! آجاؤ میں تمہیں ایک بات کی دعوت دیتا ہوں جو ہمارے تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ اور اللہ کے سوا ایک دوسرے کو رب نہ مانیں اور اگر تم اس سے لوٹ جاؤ گے تو گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خبر واحد حجت ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے یہ دعوت نامہ دے کر صرف ایک صحابی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا، تین یا چار کو۔ اگر خبر واحد حجت نہ ہوتی تو آپ صحابہ کی ایک جماعت کو یہ دعوت نامہ دے کر بھیجتے۔

③ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے اور پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے اُٹھ کر چلے گئے۔ اور واپسی میں آپ ﷺ نے تاخیر کی اور ہمیں خدشہ لاحق ہوا کہ ہمارے سوا آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ اور ہمیں گھبراہٹ لاحق ہوئی اور ہم اُٹھ کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے میں گھبرایا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے کے لیے نکلا یہاں تک کہ انصار میں سے بنی نجار کے باغ تک پہنچا۔ پھر میں اس باغ کے آس پاس گھومتا رہا تاکہ اس کا دروازہ پا لوں مگر مجھے اس کا دروازہ نہ ملا۔ پس اچانک میں نے ایک پانی کی نالی دیکھی جو باغ کے باہر موجود کنوئیں سے باغ کے اندر جا رہی تھی۔ پس میں سمٹ کر اس سے باغ کے اندر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ؟ میں نے عرض کیا جی! تو فرمایا: تیرا کیا حال ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ ہمارے ساتھ تشریف فرما تھے۔ پھر اُٹھ کر چلے آئے اور پھر آپ ﷺ کو دیر لگ گئی۔ پھر ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ ہمارے سوا آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے تو ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے مجھے گھبراہٹ ہوئی۔ پھر میں اس باغ کے پاس آیا اور لومڑی کی طرح سمٹ کر اندر داخل ہوا۔ اور وہ لوگ بھی میرے پیچھے آرہے ہیں تو نبی ﷺ نے مجھے اپنے جوتے دیے اور فرمایا کہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ میرے یہ دونوں جوتے لے جاؤ اور جو بھی تمہیں اس باغ کی دوسری طرف ملے اور گواہی دیتا

[1] صحیح البخاري، کتاب الجهاد والسیر، باب دعاء النبی ﷺ الناس إلى الإسلام والنبوة: 2941

دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس کے دل میں یقین بھی ہو تو اسے جنت کی خوشخبری سنا دو۔[1]

یہاں لمبی حدیث کا ایک حصہ نقل کیا گیا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خبر واحد حجت ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے جنت کی یہ بشارت سنانے کے لیے صرف ایک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا تھا۔ اگر خبر واحد حجت نہ ہوتی تو آپ ﷺ انتظار فرماتے اور دوسرے صحابہ کو آنے دیتے اور سب کو اس پر مامور فرماتے اور اس سلسلہ میں اور بھی متعدد واقعات موجود ہیں کہ آپ ﷺ نے خبر واحد سے حجت قائم کی تھی۔

ان واقعات پر ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ واقعات و روایات تو بذات خود خبر واحد ہیں اور ہمارا مقصود خبر واحد کی حجیت ثابت کرنا ہے تو یہ حجیت اس سے کیسے ثابت ہو سکتی ہے؟ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ احادیث بہت سے طرق سے منقول ہیں۔ اس لیے یہ درجہ شہرت تک پہنچ چکی ہیں۔ علاوہ ازیں یہ احادیث اگرچہ فرداً فرداً تو خبر واحد ہیں، لیکن اپنی کثرت کی وجہ سے تواتر معنوی کے ساتھ یہ فائدہ دیتی ہیں کہ خبر واحد حجت ہے۔[2]

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی 204ھ) نے 'الرسالہ' میں حجیت خبر واحد پر مستقل فصل قائم کی ہے جس میں انہوں نے حدیث و سنت میں موجود بہت سے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ نبی ﷺ خبر واحد کو حجت گردانا کرتے تھے۔

صحابہ کا خبر واحد پر عمل

1۔ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا خبر واحد پر عمل

① حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا، وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّأْمِ، فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ." [3]

"لوگ اس دوران کہ مسجد قبا میں صبح کی نماز میں تھے تو اچانک ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر رات کو قرآن اتارا گیا ہے اور آپ کو کعبہ رخ ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم بھی کعبہ رخ ہو جاؤ اور ان لوگوں کے چہرے شام کی طرف تھے تو وہ کعبہ کی طرف نماز میں ہی پھر گئے۔"

② حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ الْمَدِينَةَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ، أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ يُحِبُّ

---

[1] النيسابوري، مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعًا: 31، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى، 1998م

[2] نور الأنوار: ص182

[3] صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب ما جاء في القبلة ومن لم الإعادة على من سها فصل إلى غير القبلة: 403

أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا﴾ فَوُجِّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ ، وَصَلَّى مَعَهُ رَجُلٌ الْعَصْرَ ، ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ وَأَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ . فَانْحَرَفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلاَةِ الْعَصْرِ .''[1]

''جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو سولہ یا سترہ ماہ تک آپ نے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نمازیں پڑھیں اور آپ پسند کرتے تھے کہ انہیں کعبہ کی طرف پھیرا جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ہم آسمان کی طرف آپ کے چہرے کا پھرنا دیکھتے تھے۔ ہم ضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیریں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں۔ پھر آپ کا چہرہ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا اور آپ کے ساتھ ایک آدمی نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر وہ نکل گیا اور انصار کی ایک قوم کے پاس سے گزرا۔ پس اس نے کہا کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور آپ کو قبلہ رخ ہونے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ تو وہ لوگ بھی بیت المقدس سے ہٹ گئے حالانکہ وہ نماز عصر کے رکوع میں تھے۔''

یہاں دو حدیثیں نقل کی گئی ہیں اور ان دونوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خبر واحد حجت ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے سولہ یا سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھیں اور جب آپ کو کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ملا تو آپ نے کعبہ کی طرف نماز پڑھنا شروع کر دی اور مسجد قباوالوں کو جب ایک شخص نے یہ خبر دی تو انہوں نے نماز کی حالت میں ہی یہ خبر قبول کر لی اور قبلہ کی طرف پھر گئے۔ اور اس طرح بنو نجار کو بھی جب یہ خبر ملی تو انہوں نے بھی قبول کر لی۔ اور جناب نبی کریم ﷺ نے اس پر نکیر نہ فرمائی کہ تم نے ایک آدمی کی خبر پر بیت المقدس کیوں چھوڑا اور قبلہ رخ کیوں ہوئے لہٰذا ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کے دور میں بھی خبر واحد کو حجت مانا اور اس پر عمل کیا۔ اگر خبر واحد حجت نہ ہوتی تو حضور ﷺ ان کو ضرور منع کرتے۔

2۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی صحابہ نے خبر واحد کو حجت قرار دیا

① حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ اخْتَلَفُوا فِي دَفْنِهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ شَيْئًا مَا نَسِيتُهُ قَالَ «مَا قَبَضَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ » . ادْفِنُوهُ فِي مَوْضِعِ فِرَاشِهِ[2]

---

1 صحيح البخاري، كتاب أخبار الآحاد، باب ما جاء في اجازة خبر والواحد الصدوق في الآذان والصلاة والصوم والفرائض والأحكام: 7252

2 الترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى، جامع الترمذي، كتاب الجنائز عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في دفن النبي ﷺ حيث قبض: 1018، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى، 1999م

”جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوگئے تو آپ کی تدفین میں صحابہ میں اختلاف ہوا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی تھی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نبی کی روح اسی جگہ قبض کرتا ہے جہاں وہ پسند کرتا ہے کہ اسے وہاں دفنایا جائے، لہٰذا آپ ﷺ کو آپ کے بستر والی جگہ میں ہی دفناؤ۔“

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد بھی صحابہ نے خبر واحد پر عمل کیا۔ اور یقیناً خبر واحد حجت ہے کیونکہ آپ کے وصال کے بعد آپ کی تدفین کے لیے جگہ کے انتخاب کا مسئلہ پیدا ہوا اور صحابہ نے مختلف رائے دی تو اس موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ایک ارشاد گرامی نقل کیا۔ اور فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ سے سنا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ نبی کی روح وہیں قبض کی جاتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ اس کی تدفین کو پسند کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے حجرہ شریف میں ہی دفن کر دیا گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے وصال کے بعد صحابہ نے خبر واحد پر عمل کیا اور صحابہ میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ اور اس حدیث کے راوی صرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی تھے اور کوئی نہ تھا۔ پس تمام صحابہ خبر واحد کو حجت سمجھتے تھے اور اس کی حجیت پر صحابہ کا اتفاق اور اجماع تھا۔

۲ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«الْمُلْكُ فِي قُرَيْشٍ وَالْقَضَاءُ فِي الأَنْصَارِ وَالأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ وَالأَمَانَةُ فِي الأَزْدِ». يَعْنِي الْيَمَنَ [1]

”بادشاہت یعنی خلافت قریش میں رہنی چاہیے۔ عہدہ قضا انصار میں، اذان اہل حبشہ میں اور امانت قبیلہ ازد یعنی یمن میں۔“

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَقَدْ عَلِمْتَ يَا سَعْدُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ وَأَنْتَ قَاعِدٌ « قُرَيْشٌ وُلَاةُ هَذَا الأَمْرِ ...» قَالَ: فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: صَدَقْتَ، نَحْنُ الْوُزَرَاءُ وَأَنْتُمُ الأُمَرَاءُ. [2]

”اے سعد! آپ یقیناً جانتا ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جبکہ آپ بھی موجود تھے کہ قریش حکومت کے متولی (خلفاء) ہوں گے... تو سعد نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا ہے۔ ہم وزراء ہیں اور آپ امراء۔“

یہاں دو حدیثیں نقل کی گئی ہیں۔ پہلی ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور دوسری حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ ان دونوں میں فضائل قریش مذکور ہیں۔ پہلی حدیث میں تو نبی کریم ﷺ نے خلافت کے عہدے تقسیم فرمائے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ خلافت قریش میں مناسب ہے، قضا انصار میں، اذان حبشیوں میں اور

1 جامع الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله، باب في فضل اليمن: 3936

2 أحمد بن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد، إمام، مسند أحمد، مسند أبي بكر الصديق رضي الله عنه: 19، مؤسسة الرسالة، الطبعة الأولى، 2001م

دیانت وامانت اور خزانوں کے عہدے یمن والوں کے پاس، مگر اس حدیث کے راوی صرف حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری حدیث میں اس مضمون کی تائید ہے کہ خلافت کے عہدے قریش کے پاس ہونے چاہئیں اور اس حدیث کے راوی بھی اکیلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسی طرح اور بھی بعض احادیث میں فضائل قریش مذکور ہیں مگر ان سب احادیث کے راوی آحاد ہی ہیں۔

③ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پُر ملال کے بعد آپ کی جانشینی اور خلافت کا مسئلہ جب درپیش ہوا تو انصار نے اپنا ایک اجلاس بلایا اور سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کو اپنا امیر منتخب کرنا چاہا۔ اور مہاجرین میں سے بھی بعض نے کہا کہ ہمارا اپنا امیر ہوگا۔ اس وقت مہاجرین میں سے کبار صحابہ آگے بڑھے اور قریش کے فضائل جو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول تھے وہ انصار کو سنائے۔ اور انصار نے وہ فضائل سننے کے بعد مہاجرین سے اتفاق کیا اور اپنا امیر الگ چننے کے بجائے قریشی امیر پر راضی ہوگئے۔ اور پھر سب مہاجرین اور انصار نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پس فضائل قریش کی احادیث آحاد ہیں اور مہاجرین نے ان کو سند بنایا اور انصار نے سن کر انہیں قبول کیا۔ اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی صحابہ نے خبر واحد کو قبول کیا اور اس پر عمل بھی کیا۔ پس خبر واحد کی حجیت صحابہ کے مابین بھی اتفاقی تھی کہ کسی نے اختلاف نہیں کیا تھا کہ یہ اخبار سب آحاد ہیں، ہم انہیں نہیں مانتے۔ اور ان کے ہاں اس پر عمل تواتر کا درجہ اختیار کر گیا تھا اور اسی طرح ائمہ مجتہدین کا بھی خبر واحد کی حجیت پر اتفاق ہے۔

خبر واحد کی قبولیت کی شرائط

جمہور علماء نے خبر واحد میں شبہ کے امکان کی وجہ سے اس کی قبولیت کے لیے مختلف اقسام کی شرطیں لگائی ہیں، ان میں سے کچھ شرائط راوی سے متعلق ہیں اور بعض نفس خبر کے بارے میں ہیں۔ ان میں سے بعض شرائط پر تمام علماء اصول متفق ہیں اور کچھ میں ان کے درمیان اختلاف ہے۔ خبر واحد کو قبول کرنے کی متفق علیہ شرطیں درج ذیل ہیں:

① اس کی سند متصل ہو۔ اتصال سند سے مراد یہ ہے کہ وسط سند میں کوئی راوی ساقط نہ ہو، بلکہ اس کی کڑیاں شروع تا آخر ملی ہوئی ہوں۔

② اس کا ہر راوی عادل ہو۔ عدالت کا مطلب یہ ہے کہ وہ عاقل اور بالغ مسلمان ہو۔ جن چیزوں کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے، ان پر عمل کرتا اور جن چیزوں سے روکا گیا ہے، ان سے بچتا ہو۔ کسی گناہِ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو۔ اور جو چیزیں اخلاق حسنہ کے منافی ہوں ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھتا ہو۔

③ اس کا ہر راوی ضابط ہو۔ ضابط کا معنیٰ یہ ہے کہ پہلے راوی سے اس نے جو بات سنی وہ اسے اپنے سینے یا سفینے میں (لکھ کر) اس طرح محفوظ کرے کہ اسے اگلے راوی تک منتقل کردے اور جب چاہے اسے بیان کر سکے۔

④ متن حدیث میں کوئی شذوذ نہ پایا جائے۔ متن میں شذوذ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عادل ضابط راوی کوئی ایسی بات کہے جو اوثق یا ثقات یعنی معیار یا تعداد میں اس سے زیادہ ثقہ راوی کی روایت کے خلاف ہو۔

⑤ متن حدیث میں کوئی علت نہ ہو۔ سند و متن میں کسی علت کے نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں کوئی ایسا اشکال نہ پایا جائے جو حدیث کو نا قابل اعتبار بنادے، چاہے وہ بظاہر قابل قبول نظر آتی ہو۔[1]

شافعی علما خبر کی سند میں یہ شرط لگاتے ہیں کہ خبر مرسل نہ ہو لیکن اگر مراسیل کبار تابعین مثلاً سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 94ھ) اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 110ھ) کی ہوں تو وہ قبول کی جائیں گی۔ کبار تابعین کے علاوہ دوسرے تابعین کی روایات قبول نہیں کی جائیں گی۔ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ بھی اس شرط میں شافعیہ کے موقف کے حامی ہیں۔[2]

قبولیت خبر واحد کیلئے حنفیہ کی اضافی شرائط

1۔ راوی سے متعلق شرائط

متاخرین احناف راوی میں سابقہ شرائط کے علاوہ راوی کے معروف ہونے کی شرط بھی لگاتے ہیں۔ ان کے نزدیک معروف سے مراد ایسا راوی ہے جس کو فقہا جانتے ہوں اور اس کے حالات پردۂ اخفاء میں نہ ہوں۔ پھر وہ معروف راوی کو دو اقسام: معروف فی الفقہ، غیر معروف فی الفقہ میں تقسیم کرتے ہیں۔ اوّل الذکر سے مراد ایسا راوی ہے جو صرف الفاظ حدیث کا حافظ نہ ہو، بلکہ اس کے مفہوم کو بھی سمجھتا ہو اور ثانی الذکر سے مراد ایسا راوی ہے جو صرف الفاظ حدیث کا حافظ ہو۔ خلفاء اربعہ، عبادلہ صحابہ، حضرت عائشہؓ اور کئی اصحاب رسول ﷺ ان کے نزدیک فقیہ ہیں لیکن ان میں سے بعض کہنا ہے کہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ غیر فقیہ ہیں۔ اس لیے اوّل الذکر کی حدیث بلا تحقیق قبول کی جائے گی لیکن ثانی الذکر کی حدیث کو دیکھا جائے گا کہ اگر وہ قیاس کے مخالف ہوئی تو ردّ کی جائے گی اور اگر موافق ہوئی تو قبول کی جائے گی۔[3]

2۔ متن سے متعلق شرائط

متن حدیث کے بارے میں احناف کے نزدیک شرائط یہ ہیں:

---

1 الطحان، محمود، الدکتور، تیسیر مصطلح الحدیث:ص132، مکتبۃ المعارف، الریاض، الطبعۃ السابعۃ، 1985ء

2 الأرموي، سراج الدین محمود بن أبي بکر، التحصیل من المحصول:2/ 147، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی،1988ء

3 الحسامي، حسام الدین محمد، حسامِي مع شرح النظامي: 1/ 348، مطبع المجتبائي، دھلي

① حدیث عموم بلویٰ کے مخالف نہ ہو۔

② قیاس کے مخالف نہ ہو۔

③ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم اس کی مخالفت نہ کریں۔

④ راوی اپنی روایت شدہ خبر کا انکار نہ کرے، اس کے مخالف عمل نہ کرے، اس پر عمل نہ چھوڑے، اس کے کسی ایک مفہوم کو متعین نہ کرے۔

⑤ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حدیث کو جانتے ہوئے اس پر عمل ترک نہ کریں یا اس کے خلاف عمل نہ کریں اور بعد میں محدثین بھی اس خبر پر اعتراض نہ کریں۔[1]

بعض احناف کی رائے میں قرآن مجید یا خبر متواتر سے ثابت شدہ حکم اگر عام ہے تو اس کی تخصیص خبر واحد سے نہیں ہو سکتی۔ خبر واحد کے ذریعے کتاب کے کسی حکم پر اضافہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس خبر کی وجہ سے ظاہر کتاب کو چھوڑا جا سکتا ہے اور نہ منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اصل متن ہے اور اس کے معنیٰ فرع ہیں اور قرآن کا متن سنت کے متن سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ اس کے ثبوت میں کوئی شبہ نہیں، لہٰذا قرآن کو ہر لحاظ سے خبر واحد پر ترجیح دی جائے گی۔[2]

مالکیہ کی زائد شرائط

بعض مالکی علمائے اصول کے نزدیک نفس خبر میں ایک مزید شرط یہ ہے کہ وہ اہل مدینہ کے عمل کے خلاف نہ ہو، اس لیے وہ مندرجہ ذیل حدیث پر عمل نہیں کرتے کیونکہ اہل مدینہ اس پر عمل نہیں کرتے تھے:

”المتبايعان بالخيار ما لم يفترقا.“[3]

”مشتری و بائع کو چیز کی واپسی کا اس وقت تک اختیار ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوتے۔“

تبصرہ

ڈاکٹر عبد الکریم زیدان رحمہ اللہ (متوفیٰ 2014ء) جو عراق کے ایک معروف وکیل اور معتدل مزاج حنفی عالم تھے، خبر واحد کی قبولیت کی متفق علیہ شرائط خمسہ پر اضافی شروط کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

”ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ حنفی اور مالکی فقہانے یہ شرائط سنت کی صحت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی

---

1 أصول السرخسي: 1/ 341

2 أصول البزدوي: ص 174

3 النسائي، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب، سنن النسائي: كتاب البيوع، ذكر الإختلاف على نافع في لفظ حديثه: 4467، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب، الطبعة الثانية، 1986م

نسبت کے بارے میں پورا اطمینان حاصل کرنے کے لیے لگائی ہیں۔ تاہم اس بارے میں ان کا قول مرجوح ہے اور دوسروں کا راجح۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب ایک حدیث کی روایت صحیح ہو، یعنی اس کو عادل، معتبر اور ان لوگوں نے روایت کیا ہو جن کا حافظہ قوی ہو، تو اس کا اتباع کرنا، اس کو قبول کرنا اور اس سے احکام مستنبط کرنا ہم پر لازم ہے۔ خواہ یہ عمل اہل مدینہ کے موافق ہو یا مخالف، خواہ یہ مقررہ اُصول اور قیاس کے تقاضے کے مطابق ہو یا نہ ہو، خواہ اس کے راوی کا اس پر عمل ہو یا نہ ہو، اور خواہ وہ کسی ایسے واقعہ کے بارے میں ہو جو کثرت سے پیش آتا ہے یا کبھی کبھی۔ اہل مدینہ پوری اسلامی امت کا ایک حصہ ہیں، پوری امت نہیں ہیں۔ اسی طرح راوی کی روایت کا اعتبار ہے نہ کہ اس کے عمل کا، کیونکہ کبھی وہ اپنی روایت کی ہوئی حدیث کے خلاف غلطی سے یا بھول کر یا کسی تاویل سے عمل کرتا ہے، وہ معصوم نہیں ہے۔ اور یہ بات کہ حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ تو کثرت سے پیش آنے والا ہے، حالانکہ اس کو چند افراد نے ذکر کیا ہے، اس کا اخبار آحاد کے قبول اور رد کرنے میں کوئی اثر نہیں ہے، کیونکہ جو واقعہ کثرت سے پیش آتا ہے اس بارے میں حکم معلوم کرنے کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی اس واقعہ کے بارے میں ضرورت ہے جو کبھی کبھی پیش آتا ہے۔ اور ان دونوں کو نقل کرنے والے آحاد (چند افراد) ہی ہوتے ہیں نہ کہ کثیر تعداد۔ کثرت و قلت اس بارے میں کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ نیز یہ دلیل بھی اطمینان بخش نہیں ہے کہ جو سنت اصول کے مخالف ہو وہ قابل قبول نہیں ہے کیونکہ اصول تو خود سنت سے ہی بنائے جاتے ہیں۔ اگر کسی سنت میں ایسا حکم موجود ہو جو ثابت شدہ اصول کے خلاف ہو تو یہ خود اپنی ذات میں ایک اصول ہے جس پر اس کے دائرہ میں عمل کیا جائے گا، جیسے بیع سلم پر ہم عمل کرتے ہیں، حالانکہ یہ ایک معدوم شے کی بیع ہے۔ اگر ہم اس قسم کی احادیث کا جائزہ لیں تو ہمیں یہ بات معلوم ہو گی کہ ایسی آحاد حدیثیں جن کی سند صحیح ہے لیکن ان کو اس لئے رد کر دیا گیا کہ وہ اصول کے خلاف ہیں، در حقیقت وہ اصول کے موافق ہیں، مخالف نہیں ہیں۔ اس بنا پر جمہور کا قول ہی قابل ترجیح ہے، چنانچہ جس سنت کو ایسے راویوں نے روایت کیا ہو جو ثقہ ہوں اور جن کا حافظہ قوی ہو، اس کا قبول کرنا لازم ہے۔ اور اس کی قطعاً پرواہ نہیں کرنا چاہئے کہ کیا چیز اس کے مخالف ہے اور کسی شخص نے اس کی مخالفت کی ہے، وہ شخص خواہ کوئی بھی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نبی کی سنت کی پیروی کا حکم دیا ہے اور ہمارے پاس سنت تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے سوائے راویوں کے راستے کے۔ جب ہمارے نزدیک ان راویوں کی قوت حافظہ اور عدالت اور ان کی ترجیح ثابت ہو جائے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس سنت کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف درست ہے خواہ اس کا علم قطعی ہو یا ظنی، ان دونوں صورتوں میں شرعاً اس حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔"[1]

1 زیدان، ڈاکٹر عبد الکریم، جامع الاصول اردو ترجمہ الوجیز فی اصول الفقہ: ص 205 - 207، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، طبع اول، 2014ء

درج بالا بحث میں خبر واحد سے متعلق احناف اور جمہور کا موقف سامنے آ گیا ہے۔ خبر واحد کی حجیت پر بھی تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ علاوہ بریں خبر واحد کو قبول کرنے کی متفق اور مختلف فیہا شرائط بھی نقل کی گئی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ 256ھ) کا اس ضمن میں موقف سطور ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

اخبار آحاد اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اعتقادی اور عملی دونوں طرح کے مسائل میں اخبار آحاد کی حجیت کے قائل ہیں۔ آپ نے اپنی صحیح میں اسماء وصفات، آخرت اور عالم برزخ کے احوال وغیرہ جیسے اعتقادی مسائل کے اثبات کے لیے متعدد اخبار آحاد نقل کی ہیں۔ صحیح بخاری کی کتاب التوحید، كتاب الإيمان، كتاب القدر، كتاب بدء الخلق، كتاب المناقب، كتاب الفتن اور كتاب الرقاق اخبار آحاد سے بھری پڑی ہیں۔ صحیح بخاری کی سب سے پہلی حدیث اور سب سے آخری حدیث دونوں خبر واحد ہی ہیں۔

امام صاحب نے عقیدہ وعمل اور خبر واحد ومتواتر میں تفریق کیے بغیر حجیت سنت کے اثبات پر صحیح بخاری میں ایک مستقل کتاب: "كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة" قائم کی ہے۔ اس کتاب میں خاص طور پر سنت کی حجیت کے حوالے سے درج ذیل ابواب کے عنوانات ملاحظہ کیجئے:

① باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، وقوله تعالى ... هذه السنة أن يتعلموها ... الخ

اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کل 12/ احادیث سے اپنے استدلال کو واضح کیا ہے۔

② باب الاقتداء بأفعال النبي ﷺ، وقول الله تعالىٰ: ﴿وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ ....

③ باب من رأى ترك النكير من النبي ﷺ حجة، لا من غير الرسول ﷺ ....

اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ 2 حدیثوں سے اپنے استدلال کو واضح فرما رہے ہیں۔

اسی طرح خبر واحد کی حجیت پر بھی امام صاحب نے اپنی صحیح میں ایک مستقل کتاب "كتاب أخبار الآحاد" قائم کی ہے اور اس کتاب میں عقائد واحکام دونوں میں خبر واحد کی حجیت کے متعلق درج ذیل ابواب کے عنوانات ملاحظہ کیجئے:

① باب ما جاء في إجازة خبر الواحد الصدوق في الأذان والصلاة والصوم والفرائض والأحكام وقول الله تعالىٰ: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ... ﴾

اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کل 15/ احادیث سے اپنے استدلال کو واضح کیا ہے۔

② باب بعث النبي ﷺ الزبير طليعة وحده ....

③ باب قول الله تعالىٰ: ﴿ لا تدخلوا بيوت النبي إلا أن يؤذن لكم ﴾، فإذا أذن له واحد جاز ....

④ باب ما كان يبعث النبي ﷺ من الأمراء والرسل واحدا بعد واحد ....

⑤ باب وصاة النبي ﷺ وفود العرب أن يبلغوا من وراءهم ....

⑥ باب خبر المرأة الواحدة

مذکورہ چھ ابواب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کل 22/ احادیث سے خبر واحد کے حوالے سے اپنے موقف کو ثابت کر رہے ہیں۔ صحیح بخاری میں خبر واحد کی حجیت کے سلسلے میں دیئے گئے دلائل کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اعتقادی و عملی دونوں طرح کے مسائل میں اخبار آحاد کی قطعی حجیت کے قائل ہیں اور یہی تمام اہل سنت کا نمائندہ مذہب ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار آحاد کی حجیت پر متعدد دلائل نقل کیے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1۔ قرآن مجید سے

① ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۠ ﴾[1]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک یا دو آدمیوں کو بھی "طائفة" کہا جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ﴾[2] "کہ اگر دو آدمیوں نے جھگڑا کیا ہو تو وہ بھی اس آیت کے معنیٰ میں داخل ہیں یعنی وہ دونوں آدمی دو طائفے ہیں۔"

جیسا کہ آیت کے شان نزول بھی ایسا ہی ہے کہ یہ آیت مبارکہ دو افراد کے جھگڑے کے پر نازل ہوئی ہے۔

پس اپنی قوم کو ڈرانے کے لیے اور تفقہ فی الدین کیلئے جانے والا ایک آدمی (یعنی طائفہ) بھی قابل حجت ہے جو خبر واحد کی حجیت پر دلیل ہے۔

② ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا ﴾[3]

اس آیت کریمہ سے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کی خبر کو حجت قرار دیا ہے، اگرچہ یہ اور بات ہے کہ راوی کے فاسق ہونے کی بنا پر اس کی روایت کی تحقیق کی جائے گی۔

2۔ احادیث مبارکہ سے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل احادیث سے خبر واحد کی حجیت کو ثابت کیا ہے:

① مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، اور ہم سب نوجوان تھے۔ ہم نے

1 سورة التوبة:9:132

2 سورة الحجرات:49: 9

3 أيضاً: 49: 6

بیس راتیں آپ کے پاس قیام کیا۔ رسول اللہ ﷺ انتہائی نرم دل انسان تھے۔ جب سے آپ نے محسوس کیا کہ ہم اپنے اہل وعیال سے اداس ہو گئے ہیں تو آپ نے ہم سے پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں دریافت کیا، ہم نے آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: تم جاؤ اپنے گھر لوٹ جاؤ، ان میں نماز قائم کرو، انہیں سکھاؤ اور انہیں نماز کا حکم دو۔[1]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ ان میں سے ہر آدمی اپنے گھر والوں کے لیے خبر واحد کی حیثیت رکھتا تھا اور آپ ﷺ نے ان پر اعتماد کا اظہار فرمایا جو خبر واحد کی حجیت پر دلیل ہے۔

② نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان دیتے ہیں۔ تم کھاؤ پیو، یہاں تک کہ عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان دیں۔[2]

اذان کے حوالے سے اس روایت میں بھی سیدنا بلال اور سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہم فرد واحد کی خبر پر اعتماد کیا گیا ہے۔

③ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قبا میں نماز صبح ادا کر رہے تھے کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: بے شک رات نبی کریم ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا ہے اور آپ کو استقبالِ کعبہ کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم بھی کعبہ کی طرف منہ پھیر لو۔ ان کے منہ شام کی طرف تھے، چنانچہ وہ سب کعبہ کی طرف پھر گئے۔[3]

اس روایت میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خبر واحد پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے منہ پھیرے تھے۔

④ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابو طلحہ انصاری، ابو عبیدہ بن جراح اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم کو کھجور کی شراب پلا رہا تھا کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ بے شک شراب حرام کر دی گئی ہے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے انس! اُٹھو! ان برتنوں کو توڑ دو۔ سیدنا انس فرماتے ہیں کہ میں اٹھا اور ایک ہتھوڑا ان پر دے مارا کہ جن سے وہ ٹوٹ گئے۔[4]

اس حدیث مبارکہ میں بھی خبر دینے والے تنہا شخص کی خبر پر اعتماد کیا گیا ہے۔

مذکورہ ابواب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خبر واحد کی حجیت وقبولیت کے قائل تھے۔ ہاں البتہ اگر خبر واحد کے ثبوت میں تردّد ہو جائے تو اس کی تحقیق وتفتیش کرنا از حد ضروری ہے۔ جس طرح سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دادی کی میراث کے حوالے سے کیا تھا اور نبی کریم ﷺ نے نماز میں بھول جانے کے بعد

1 صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب إذا استووا في القراءة فليؤمهم أكبر: 685
2 صحيح البخاري، كتاب الشهادات، باب شهادة الأعمى: 2656
3 صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان: 399
4 صحيح البخاري، كتاب الأشربة، باب نزل تحريم الخمر وهي من البسر والتمر: 5582

ذوالیدین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کیا تھا۔

خلاصہ بحث

کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عمل صحابہ کی روشنی میں خبر واحد حجت ہے۔ محدثین کی طرح فقہاء کی جماعت بھی خبر واحد کی حجیت کو تسلیم کرتی ہے۔ محدثین نے خبر واحد کے حجت ہونے کے لیے پانچ شرائط کو بنیاد بنایا ہے جبکہ بعض متاخرین فقہاء نے خبر واحد کو قبول کرنے کے لئے چند اضافی شرائط کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ محدثین اور متقدمین فقہاء کے صحیح قول کے مطابق خبر واحد میں اگر راوی عادل ہونے، ضابط ہونے، سند میں انقطاع نہ ہونے، سند اور متن میں شذوذ اور علت نہ ہونے کی پانچ شرائط پائی جاتی ہوں تو وہ مخاطب کے حق میں حجت بن جاتی ہے۔